خلافت

عافیت کا حصار

پروگرام نمبر : 1

جنوری 2024ء

قیادت تربیت

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔(النور:56)

پروگرام تربیتی جلسہ مجلس انصار اللہ

خصوصی ہدایات

ہر مجلس میں ہر سطح پر تربیتی جلسہ منعقد کرنا ضروری ہے۔عند الضرورت گھروں میں بھی جلسہ کا یہ پروگرام منعقد کیا جاسکتا ہے۔اس کے لئے قیادت تربیت مجلس انصار اللہ بھارت کی طرف سے تیار کردہ پروگرام حسبِ سابق آپ کو بھجوایا جارہا ہے۔سب انصار کو جمع کر کے کم از کم اسی کو ہی سنایا جائے۔اگر اس سے بہتر طریق پر یہ جلسہ منعقد کر سکتے ہیں تو اس کی بھی اجازت ہے۔جلسہ کا اہتمام بہر حال ضروری ہے۔پروگرام کے بعد اپنی رپورٹ ضرور بھجوائیں۔جزاکم اللہ۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت

TARBIYYATI MEETING MATERIALS

PROGRAMME No. : ١ JAN 2024

از طرف: قیادت تربیت مجلس انصار اللہ بھارت

From : Qiyadat Tarbiyyat Majlis Ansarullah Bharat

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پروگرام تربیتی جلسہ

مجلس انصاراللہ.................................ضلع............................صوبہ..................

بتاریخ:.....................بروز.........................

زیرصدارت مکرم :

تلاوت	
عہد	
نظم	
درسِ حدیث	
ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ	
ارشاد حضور انور ایدہ اللہ	
نظم	
تقریر	
صدارتی تقریر	
دعا	

حاضری:

انصار :	دیگر حاضرین :

(پروگرام کے بعد صفحہ ھذا فوٹو/سکین کر کے ضرور مرکز میں بھجوادیں۔ جزاکم اللہ)

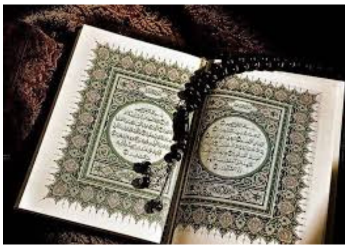

تلاوت کلام پاک

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ○

(الاسراء 105) وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ○ اِنَّ

فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ○ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (الانبیاء 106,107,108)

ترجمہ:

اوراس کے (ڈوب مرنے کے) بعد بنی اسرائیل کو ہم نے کہہ دیا (کہ) تم اس (موعود) ملک میں (جاکر آرام سے) رہو۔ پھر جب (مسلمانوں کے لئے) دوسری بار (عذاب) کا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) آئے گا تو ہم تم (سب) کو جمع کر کے وہاں لے آئیں گے۔اور ہم نے زبور میں کچھ نصیحتیں کرنے کے بعد یہ لکھ چھوڑا ہے کہ ارض (مقدس) کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔اس (مضمون) میں ایک پیغام ہے اس قوم کے لئے جو عبادت گذار ہے۔اور ہم نے تجھے دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

تازہ ارشاد حضور انور ایدہ اللہ بابت مسئلہ فلسطین

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

عباد الصالحین جب بن جائیں گے مسلمان امن میں آکر دوبارہ وہاں قبضہ کرلیں گے۔اس کے لئے میں نے یہ کہا متا بلکہ مربیان کو بھی سرکلر کروایا تھا کہ حضرت مصلح موعود کی تفسیر کبیر میں سے بنی اسرائیل کے پہلے رکوع کا آخری حصہ ہے اسکو پڑھیں۔ سورہ انبیاء کی آیت نمبر 106 ہے اس کی تفسیر پر اس میں سارا آجائے گا کہ فلسطین کے اور اسرائیل کے حالات کیا ہیں۔اور یہ کیا ہونا ہے۔اس کے بعد اس پر قبضہ کس طرح ہوگا۔یہ اسلحہ سے،جنگوں سے نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے یہی وہاں شرط رکھی ہے۔عباد الصالحون پیدا ہوں گے،وہی قبضہ کریں گے۔جب ہماری یہ حالت ہ جائیں گی تو حالات یمی بہتر ہوجائیں گے۔اصل چیز یہی ہے کہ ہم نے جلدی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے ہوں گے، اللہ تعالیٰ اسے مانگنے ولے ہوں گے تو اتنے جلدی اللہ تعالیٰ ہی ہمارے لئے حالات بہتر کرے گا اب تفسیر پڑھیں...بلکہ ہم نے کہا تھا مسجدوں میں درس بھی دیا کریں۔

(Hazrat Khalifatul Masih V (aba) presides over a virtual mulaqat with Majlis Ansarullah from France. 07.01.2024)

عہد انصار اللہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت

اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ

آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا۔ اور اس کے لئے

بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا

نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔

اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

یہ عہد مجلس کے ہر پروگرام کے افتتاح/اختتام پر دہرانا ضروری ہے۔
مجلس میں عہدے کے لحاظ سے اعلیٰ عہدیدار عہد دہرائے گا۔

نصرتِ الٰہی

پاکیزہ منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے		جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اڑاتی ہے		وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے		کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے		بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ 114 مطبوعہ 1880ء)

تقریر: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ○ (سورہ انبیاء:106)

قابل احترام صدر جلسہ اور معزز سامعین! خاکسار سورہ انبیاء آیت 106 کی سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی بیان فرمودہ تفسیر پیش کرنے کی سعادت پا رہا ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

(اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے ہم نے زبور میں کچھ شرائط بیان کرنے کے بعد یہ بات لکھ چھوڑی ہے کہ ارض مقدس کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے اس میں عبادت گذار بندوں کے لئے ایک پیغام ہے اور ہم نے تجھ کو ساری دنیا کی طرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بائبل میں جو یہ پیشگوئی تھی کہ صرف خدا کے نیک بندے ارض مقدس میں رہیں گے اس سے کوئی اس وقت دھوکا نہ کھائے جبکہ بنی اسرائیل اس ملک پر غالب آ جائیں گے۔ کیونکہ اس پیشگوئی میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ اگر کوئی وقفہ پڑا تو پھر خدا کے بندے اس ملک پر غالب آ جائیں گے اس لئے فرماتا ہے کہ عبادت گذار بندوں کے لئے اس میں ایک پیغام ہے یعنی مسلمانوں کو تو ہوشیار کر دے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ پھر بنی اسرائیل اس پر قابض ہو جائیں گے اس لئے یہاں عابدین کا لفظ داؤد کی پیشگوئی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال کیا اور بتایا کہ میرے بندوں کو کہہ دے کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ اگر کسی وقت تم نے میرے عباد بننے میں کمزوری دکھائی تو پھر اللہ تعالیٰ یہودیوں کو اس ملک میں واپس لے آئے گا لیکن مسلمانوں کو چاہیے کہ پھر عبادت گذار بن جائیں۔ اس کے نتیجہ میں وہ پھر غالب آ جائیں گے اور ان کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب زمانوں کے لئے رحمت ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اس وقت ختم نہیں ہو جاتا جب بنی اسرائیل فلسطین پر قابض ہوں۔ بلکہ اس کے بعد بھی وہ زمانہ ہے جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔ پس مایوس نہیں ہونا چاہیے جب دوبارہ رحمت الٰہی جوش میں آ جائے گی مسلمان دوبارہ فلسطین میں غالب آ جائیں گے۔

اس آیت میں زبور کی جس پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کا ذکر زبور باب ۳۷ میں آتا ہے اس میں لکھا ہے۔

’’تو بدکرداروں کے سبب سے بیزار نہ ہو۔ اور بدی کرنے والوں پر رشک نہ کر کیونکہ وہ گھاس کی طرح جلد کاٹ ڈالے جائیں گے۔ اور سبزہ کی طرح مرجھا جائیں گے۔ خداوند پر توکل کر اور نیکی کر ملک میں آباد رہ اور اس کی وفاداری سے پرورش پا خداوند میں مسرور رہ۔ اور وہ تیرے دل کی مرادیں پوری کرے گا۔ اپنی راہ خداوند پر چھوڑ دے اور اس پر توکل کر وہی سب کچھ کرے گا۔ وہ تیری راست بازی کو نور کی طرح اور تیرے حق کو دوپہر کی طرح روشن کرے گا۔ خداوند میں مطمئن رہ اور صبر سے اس کی آس رکھ اس آدمی کے سبب سے جو اپنی راہ میں کامیاب ہوتا اور برے منصوبوں کو انجام دیتا ہے۔ بیزار نہ ہو۔ قہر سے باز آ اور غضب کو چھوڑ دے۔ بیزار نہ ہو۔ اس سے برائی ہی نکلتی ہے کیونکہ بدکردار کاٹ ڈالے جائیں گے۔ لیکن جن کو خداوند کی آس ہے ملک کے وارث ہوں گے۔ کیونکہ تھوڑی دیر میں شریر نابود ہو جائے گا۔ تو اس کی جگہ کو غور سے دیکھے گا۔ پر وہ نہ ہوگا لیکن حلیم ملک کے وارث ہوں گے۔ اور سلامتی کی فراوانی سے شادمان رہیں گے۔‘‘ (زبور باب ۳۷ آیت ا تا ۱۱) اسی طرح زبور باب ۳۷ آیت ۲۹ میں لکھا ہے۔ ’’صادق زمین کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ بسے رہیں گے۔‘‘ مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وعدہ ارض مقدس کے متعلق بنی اسرائیل سے کیا گیا تھا۔ یہ کوئی غیر مشروط وعدہ نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ نیکی اور تقویٰ اور صلاحیت کی

شرط لگائی گئی تھی اور انہیں کھلے طور پر بتا دیا گیا تھا کہ اگر تم نے شرارتوں پر کمر باندھ لی اور بدکرداریوں کو اپنا شیوہ بنالیا تو یہ ملک تم سے چھین لیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں انتباہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میں سرکشی پیدا ہوگئی تو ”جیسے تمہارے ساتھ بھلائی کرنے اور تم کو بڑھانے سے خداوند خوشنود ہوا ایسے ہی تم کو فنا کرانے اور ہلاک کر ڈالنے سے خداوند خوشنود ہوگا۔ اور تم اس ملک سے اکھاڑ دیے جاؤ گے۔ جہاں تو اس پر قبضہ کرنے کو جا رہا ہے۔ اور خداوند تجھ کو زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام قوموں میں پراگندہ کرے گا۔ وہاں تو لکڑی اور پتھر کے اور معبودوں کی جن کو تو یا تیرے باپ دادے جانتے بھی نہیں پرستش کرے گا۔“ (استثنا باب ۲۸ آیت ۶۳، ۶۴)

مگر اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ بھی خبر دے دی کہ اس عذاب کے بعد بنی اسرائیل نے اپنے اندر تبدیلی پیدا کی تو ان پر پھر رحم کیا جائے گا۔ چنانچہ فرمایا۔ ”خداوند تیرا خدا تیری اسیری کو پلٹ کر تجھ پر رحم کرے گا اور پھر کر تجھ کو سب قوموں میں سے جن میں خداوند تیرے خدا نے تجھ کو پراگندہ کیا ہو جمع کرے گا اگر تیرے آوارہ گروہ دنیا کے انتہائی حصوں میں بھی ہوں تو وہاں سے بھی خداوند تیرا خدا تجھ کو جمع کر کے لے آئے گا۔“ (استثناء باب ۳۰ آیت ۳، ۴)

گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کو یہ خبر دی گئی تھی کہ جب تمہاری شرارتیں بڑھ گئیں تو یہ ملک تم سے چھین لیا جائے گا۔ مگر اس کے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا اور یہ زمین پھر تمہارے سپرد کر دی جائے گی۔ مگر اس کے بعد پھر دوبارہ ایک تباہی کی خبر دی گئی اور بتایا گیا کہ یہود پھر سرکش ہو جائیں گے اور پھر ان پر الٰہی عذاب نازل ہوگا اور وہ اس ملک سے نکال دیئے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی بھی پیشگوئی کی۔ اور فرمایا کہ ”انہوں نے اجنبی معبودوں کے باعث غیرت اور مکروہات سے اسے غصہ دلایا... خداوند نے یہ دیکھ کر ان سے نفرت کی کیونکہ اس کے بیٹوں اور بیٹیوں نے اسے غصہ دلایا (اس جگہ تمام یہودی مردوں اور عورتوں کو خدا تعالیٰ کے بیٹے او ربیٹیاں قرار دیا گیا ہے) تب اس نے کہا۔ میں اپنا منہ ان سے چھپا لوں گا۔ اور دیکھوں گا کہ ان کا انجام کیسا ہوگا کیونکہ وہ گردن کش نسل اور بے وفا اولاد ہیں۔۔۔ میں ان پر آفتوں کا ڈھیر لگاؤں گا اور اپنے تیروں کو ان پر ختم کروں گا وہ بھوک کے مارے گھل جائیں گے اور شدید حرارت اور سخت ہلاکت کا لقمہ ہو جائیں گے اور میں ان پر درندوں کے دانت اور زمین پر کے سرکنے والے کیڑوں کا زہر چھوڑ دوں گا باہر وہ تلوار سے مریں گے اور کوٹھڑیوں کے اندر خوف سے جواں مرد اور کنواریاں دودھ پیتے بچے اور پکے بال والے سب یوں ہی ہلاک ہوں گے۔“ (استثنا باب ۳۲ آیت ۱۶ تا ۲۵)

غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کو دو تباہیوں کی خبر دی گئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ اس ملک پر تمہارا قبضہ دائمی نہیں ہوگا۔ بلکہ پہلے تمہارا قبضہ ہوگا اور پھر تم نکالے جاؤ گے۔ پھر تمہارا قبضہ ہوگا اور پھر تم نکالے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام کس شان اور عظمت سے پورا ہوا۔ اس کی تفصیل سورۃ بنی اسرائیل کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے: وَ قَضَیۡنَاۤ اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ فِی الۡکِتٰبِ لَتُفۡسِدُنَّ فِی الۡاَرۡضِ مَرَّتَیۡنِ وَ لَتَعۡلُنَّ عُلُوًّا کَبِیۡرًا۔ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ اُوۡلٰىہُمَا بَعَثۡنَا عَلَیۡکُمۡ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیۡ بَاۡسٍ شَدِیۡدٍ فَجَاسُوۡا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَ کَانَ وَعۡدًا مَّفۡعُوۡلًا۔ ثُمَّ رَدَدۡنَا لَکُمُ الۡکَرَّۃَ عَلَیۡہِمۡ وَ اَمۡدَدۡنٰکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّ بَنِیۡنَ وَ جَعَلۡنٰکُمۡ اَکۡثَرَ نَفِیۡرًا (بنی اسرائیل: ۵ تا ۷)

یعنی ہم نے تورات میں بنی اسرائیل کو یہ بات کھول کر پہنچا دی تھی کہ تم یقیناً اس ملک میں دو دفعہ فساد کرو گے۔ اور یقیناً تم بڑی سرکشی اختیار کرو گے چنانچہ جب ان دو دفعہ کے فسادات میں سے پہلی دفعہ کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آیا تو ہم نے اپنے بعض بندوں کو تمہاری سرکوبی کے لئے تم

پر کھڑا کر دیا۔ جو سخت جنگجو تھے اور وہ تمہارے گھروں کے اندر جا گھسے اور یہ وعدہ بہرحال پورا ہو کر رہنے والا تھا۔ پھر ہم نے تمہاری طرف دوبارہ دشمن پر حملہ کرنے کی طاقت کو لوٹا دیا۔ اور ہم نے مالوں اور بیٹوں کے ذریعہ سے تمہاری مدد کی اور ہم نے تمہیں جتھے کے لحاظ سے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط کر دیا۔

پھر فرماتا ہے فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ لِيَسُوۡٓءٗا وُجُوۡهَكُمۡ وَلِيَدۡخُلُوا الۡمَسۡجِدَ كَمَا دَخَلُوۡهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوۡا مَا عَلَوۡا تَتۡبِيۡرًا۔ عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يَّرۡحَمَكُمۡ‌ۚ وَاِنۡ عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا‌ۘ وَجَعَلۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ حَصِيۡرًا (بنی اسرائیل:۸،۹) جب دوسری بار والا وعدہ پورا ہونے کا وقت آ گیا۔ تا کہ وہ دشمن تمہارے منہ خوب کالے کریں۔ اور تمہارے معزز لوگوں سے ناپسندیدہ معاملہ کریں اور اسی طرح، مسجد میں داخل ہوں جس طرح وہ اس مسجد میں پہلی بار داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر غلبہ پائیں اسے بالکل تباہ و برباد کر دیں تو ہم نے اپنی اس پیشگوئی کو بھی پورا کر دیا مگر اب بھی کچھ بعید نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم کر دے۔ لیکن اگر تم پھر اپنے اس رویہ کی طرف لوٹے تو ہم بھی اپنے عذاب کی طرف لوٹیں گے۔ اور یقیناً ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنایا ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ فلسطین کا ملک خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کو ملے گا اور چونکہ پہلے یہود سے یہ وعدہ کیا گیا۔ اس لئے ان کو یہ ملک ملا۔ مگر ملک دیتے وقت خدا تعالیٰ نے کچھ شرائط بھی عائد کر دیں۔ اور فرمایا کہ کچھ عرصہ کے بعد تمہاری شرارتوں کی وجہ سے ہم یہ ملک تم سے چھین لیں گے۔ چنانچہ فرمایا: فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ اُوۡلٰٮهُمَا بَعَثۡنَا عَلَيۡكُمۡ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِىۡ بَاۡسٍ شَدِيۡدٍ فَجَاسُوۡا خِلٰلَ الدِّيَارِ جب ان دو بار کے فسادوں میں سے پہلی بار کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آئے گا تو ہم اپنے حکم کے ساتھ ایک قوم کو مقرر کریں گے۔ جو بڑی فوجی طاقت رکھتی ہوگی اور وہ فلسطین کے تمام شہروں میں گھس جائے گی اور تمہاری حکومت کو تباہ کر دے گی مگر ثُمَّ رَدَدۡنَا لَـكُمُ الۡكَرَّةَ عَلَيۡهِمۡ کچھ مدت کے بعد یہ ملک ہم تم کو واپس دے دیں گے اور تمہاری طاقت اور قوت کو بحال کر دیں گے۔ وَ اَمۡدَدۡنٰكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ وَجَعَلۡنٰكُمۡ اَكۡثَرَ نَفِيۡرًا اور ہم تم کو مال بھی دیں گے اور بیٹے بھی دیں گے اور تمہیں تعداد میں بھی بہت بڑھا دیں گے لیکن پھر ایک وقت کے بعد ہم دوبارہ یہ ملک تم سے چھین لیں گے چنانچہ فرمایا فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ لِيَسُوۡٓءٗا وُجُوۡهَكُمۡ وَلِيَدۡخُلُوا الۡمَسۡجِدَ كَمَا دَخَلُوۡهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوۡا مَا عَلَوۡا تَتۡبِيۡرًا جب وہ دوسرا وعدہ پورا ہونے کا وقت آئے گا تو اس لئے کہ وہ لوگ جن کو عارضی طور ہم یہ ملک دینے والے ہیں وہ تمہارے منہ خوب کالے کریں اور جس طرح پہلی دفعہ انہوں نے تمہاری عبادت گاہ کی بے حرمتی کی تھی اسی طرح اس دفعہ بھی اس کو ذلیل کریں۔ یہ دشمن پھر تمہارے ملک میں جا گھسے گا۔ اور تمہاری عبادت گاہ کو ذلیل کرے گا۔ اور جس جس علاقہ میں جائے گا تباہی مچاتا چلا جائے گا۔ مگر فرمایا عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يَّرۡحَمَكُمۡ کچھ بعید نہیں کہ اب بھی تمہارا رب تم پر رحم کر دے یعنی اس کے بعد پھر ہم یہ فیصلہ کریں گے۔ کہ یہ ملک واپس دے دیا جائے مگر یہاں یہ نہیں فرمایا کہ وہ یہودیوں کو دیا جائے گا بلکہ فرمایا۔ عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يَّرۡحَمَكُمۡ خدا تم پر رحم کرے گا یعنی اس بدنامی کو دور کر دے گا۔ جو تمہاری دنیا میں ہوئی۔ وَاِنۡ عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا اور اگر تم اپنی شرارتوں سے پھر بھی باز نہ آئے تو ہم بھی اپنی اسی سنت کی طرف لوٹیں گے۔ اور پھر یہ ملک تم سے چھین لیں گے۔ وَجَعَلۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ حَصِيۡرًا اور جہنم کو ہم تمہارے لئے قید خانہ بنا دیں گے یعنی پھر تم اس ملک میں واپس نہیں آسکو گے۔

چنانچہ دیکھو خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ یہ ملک کچھ عرصہ تمہارے پاس رہے گا مگر اس کے بعد چھینا جائے گا چنانچہ بابلی فوجیں آئیں اور انہوں نے عبادت گاہیں بھی تباہ کیں، شہر بھی تباہ کئے اور سارے ملک پر قبضہ کر لیا اور قریباً ڈیڑھ سو سال تک حکومت کی (۲ سلاطین باب ۲۴ آیت ۱۰ تا

۲،۱۷ تواریخ باب ۳۶ آیت ۲۰،۲۱، جیوش انسائیکلو پیڈیا زیر لفظ Nebuchadnezzar) اس کے بعد وہ حکومت بدل گئی اور پھر یہودی اپنے ملک پر قابض ہو گئے۔

پھر مسیحؑ کے بعد رومی لوگوں نے اس ملک پر حملہ کیا اور اس کو تباہ و برباد کیا۔اسی طرح مسجد کو تباہ کیا اور اس کے اندر سؤر کی قربانی کی اور اس پران کا لمبے عرصہ تک قبضہ رہا۔لیکن آخر رومی بادشاہ عیسائی ہو گیا۔

اس لئے یہاں یہ نہیں فرمایا تھا کہ یہودیوں کو یہ ملک واپس کیا جائے گا بلکہ فرمایا تھا کہ پھر ہم تم پر رحم کریں گے۔یعنی تمہاری وہ بے عزتی دور ہو جائے گی چنانچہ جب رومی بادشاہ عیسائی ہو گیا تو پھر وہ موسیٰؑ کو بھی ماننے لگ گیا۔داؤدؑ کو بھی ماننے لگ گیا۔اسی طرح باقی جس قدر انبیاء تھے ان کو بھی ماننے لگ گیا تھا۔ وہ عیسیٰؑ کو ماننے والا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی چونکہ موسوی سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔عیسائی بادشاہت یہودی نبیوں کا ادب کرتی تھی۔تورات کا ادب کرتی تھی۔ بلکہ تورات کو بھی اپنی مقدس کتاب سمجھتی تھی گویا خدا کا رحم ہو گیا۔مگر فرماتا ہے۔ اِنۡ عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا اگر اس کے بعد تم لوگ پھر بگڑے اور شرارتیں کیں تو پھر ہم تمہارے ہاتھ سے یہ بادشاہت نکال دیں گے ۔یعنی پھر مسلمان آ جائیں گے اور ان کے قبضہ میں یہ ملک چلا جائے گا اور وہ عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ بنیں گے اور تمہارے لئے پھر جہنم پیدا ہو جائے گا۔جس میں تم ہمیشہ جلتے رہو گے۔

اس تفصیل سے معلوم ہو سکتا ہے اس جگہ مندرجہ ذیل امور بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔یہ ملک یہود سے چھین کر ایک اور قوم کو دے دیا جائے گا۔

۲۔کچھ عرصہ کے بعد پھر یہ ملک یہود کو واپس مل جائے گا۔

۳۔کچھ عرصہ کے بعد یہ پھر ان سے چھین لیا جائے گا۔

۴۔اس کے بعد یہ ملک پھر واپس کیا جائے گا۔مگر یہود کے ہاتھ نہیں آئے گا۔بلکہ موسوی سلسلے کے ماننے والوں یعنی عیسائیوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔

۵۔اگر پھر شرارت کی گئی (اب اس میں عیسائی بھی شامل ہو گئے کیونکہ وہ بھی یہودیوں کا ایک گروہ تھے۔) تو پھر یہ زمین ان سے چھین لی جائے گی اور ایک اور قوم کو دے دی جائے گی یعنی مسلمانوں کو مگر اس جگہ یہ نہیں فرمایا کہ وہ مسجد میں داخل ہو کر اس کی ہتک کریں گے۔اس لئے کہ مسلمانوں کے نزدیک بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تمام ماتحت انبیاء مقدس تھے۔مگر ان کی جگہیں بھی مقدس تھیں۔اس لئے مسلمان ان کی مسجدوں میں وہ خرابیاں نہیں کر سکتے تھے جو بابلیوں اور رومیوں نے کیں۔

یہ عجیب لطیفہ اور قوموں کی ناشکری کی مثال ہے کہ بابلیوں نے یہودیوں کے ملک کو تباہ کیا اور ان کی مسجد کو ذلیل کیا۔یوروپین مصنف کتابیں لکھتے ہیں تو بابلیوں کو کوئی گالی نہیں دیتا کوئی ان کو برا بھلا نہیں کہتا۔کوئی ان پر الزام نہیں لگاتا۔رومیوں نے اس ملک کو لیا اور اس مسجد میں خنزیر کی قربانیاں کیں عیسائی رومی تاریخ پر کتابیں لکھتے ہیں۔

گبن نے بھی ”دی ڈیکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر“ History of the Decline and Fall of the Roman Empire لکھی ہے مگر سب کتابوں کو دیکھ لو وہ کہتے ہیں رومن ایمپائر جیسی اچھی ایمپائر کوئی نہیں (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا زیر لفظ Roman Empire) حالانکہ انہوں نے ان کی مسجد کو گندہ کیا مگر وہ قوم جس نے ان کی مسجد کو گندہ نہیں کیا اس کو گالیاں دی جاتی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فلسطین فتح ہوا اور جس وقت آپ یروشلم گئے تو یروشلم کے پادریوں نے باہر نکل کر شہر کی کنجیاں آپ کے حوالے کیں اور کہا کہ آپ اب ہمارے بادشاہ ہیں۔ آپ مسجد میں آکر دو نفل پڑھ لیں تا کہ آپ کو تسلی ہو جائے کہ آپ نے ہماری مقدس جگہ میں جو آپ کی بھی مقدس جگہ ہے نماز پڑھ لی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری مسجد میں اس لئے نماز نہیں پڑھتا کہ میں ان کا خلیفہ ہوں۔کل کو یہ مسلمان اس مسجد کو چھین لیں گے اور کہیں گے کہ یہ ہماری مقدس جگہ ہے۔اس لئے باہر ہی نماز پڑھوں گا تا کہ تمہاری مسجد نہ چھینی جائے۔

پس ایک وہ تھے جنہوں نے وہاں خنزیر کی قربانی کی اور یورپ کا منہ اس کی تعریف کرتے ہوئے خشک ہوتا ہے اور ایک وہ تھا جس نے ان کی مسجد میں دو نفل پڑھنے سے بھی انکار کیا۔ کہ کہیں مسلمان کسی وقت یہ مسجد نہ چھین لیں۔ اور اس کو رات دن گالیاں دے جاتی ہیں۔ کتنی ناشکر گذار اور بے حیا قوم ہے۔

اب مسلمانوں کے پاس فلسطین آجانے کے بعد سوال ہو سکتا ہے کہ یہ ملک یہودیوں کے ہاتھ بھی نہ رہا اور عیسوی سلسلے کے پاس بھی نہ رہا۔ یہ کیا معمہ ہے؟ لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ اعتراض نہیں پڑتا اس لئے کہ بعض دفعہ جب کسی بات پر جھگڑا ہوتا ہے اور وراثت کے کئی دعوے دار بن جاتے ہیں تو سچے وارث کہتے ہیں کہ ہم ان کے وارث ہیں ۔ اور ان کے حق میں فیصلہ کر دیا جاتا ہے یہی صورت اس جگہ واقعہ ہوئی ہے۔خدا ملک دینے والا تھا۔خدا کے سامنے مقدمہ پیش ہوا کہ موسیٰؑ اور داؤدؑ کے وارث یہ مسلمان ہیں۔ یا موسیٰ اور داؤد کے وارث یہ یہودی اور عیسائی ہیں۔تو کورٹ نے ڈگری دی کہ اب موسیٰ اور داؤد کے وارث مسلمان ہیں۔ چنانچہ ڈگری سے ان کو ورثہ مل گیا۔

پھر آگے چل کر فرماتا ہے کہ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا (بنی اسرائیل:۱۰۵) پھر اس کے بعد ایک اور وقت آئے گا۔ کہ یہودیوں کو دنیا کے اطراف سے اکٹھا کر کے فلسطین میں لا کر بسا دیا جائے گا چنانچہ وہ وقت اب آیا ہے۔ جب کہ یہودی اس جگہ پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔

کراچی اور لاہور میں میں جب بھی گیا ہوں مسلمان مجھ سے پوچھتے رہے ہیں کہ یہ تو خدائی وعدہ تھا کہ یہ سرزمین مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے گی ۔پھر یہودیوں کو کیسے مل گئی؟ میں نے کہا۔کہاں وعدہ تھا۔قرآن میں تو لکھا ہے کہ پھر یہودی بسائے جائیں گے۔ کہنے لگے۔اچھا جی یہ تو ہم نے کبھی نہیں سنا۔ میں نے کہا تمہیں قرآن پڑھانے والا کوئی ہے ہی نہیں تم نے سننا کہاں سے ہے۔ میری تفسیر پڑھو تو اس میں لکھا ہوا موجود ہے۔ تو یہ جو وعدہ تھا کہ پھر یہودی ارض کنعان میں آجائیں گے قرآن میں لکھا ہوا موجود ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱۲ میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا جب وہ آخری زمانہ کا وعدہ آئے گا۔تو پھر ہم تم کو اکٹھا کر کے اس جگہ پر لے آئیں گے۔

اس جگہ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ سے مراد مسلمانوں کے دوسرے عذاب کا وعدہ ہے اور بتایا ہے کہ مسلمانوں پر جب یہ عذاب آئے گا اور دوسری دفعہ ارض مقدس ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی اس وقت اللہ تعالیٰ پھر یہود کو اس ملک میں واپس لے آئے گا اس جگہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ یہود کے آنے کی وجہ سے اسلام منسوخ ہو گیا۔ گویا ان کے نزدیک اسلام کے منسوخ ہونے کی یہ علامت ہے کہ عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ نے اس پر قبضہ کرنا تھا۔ جب مسلمان وہاں سے نکال دیئے گئے تو معلوم ہوا کہ مسلمان عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ نہیں رہے۔ یہ اعتراض زیادہ تر بہائی قوم کرتی ہے لیکن عجیب بات ہے کہ یہی پیشگوئی تورات میں موجود ہے یہی پیشگوئی قرآن میں موجود ہے اور اس پیشگوئی کے ہوتے ہوئے اس ملک کو بابلیوں نے سو سال رکھا مگر اس وقت یہودی مذہب بہائیوں کے نزدیک منسوخ نہیں ہوا۔

ٹائٹس کے زمانہ سے لے کر سو دو سو بلکہ تین سو سال تک فلسطین روم کے مشرکوں کے ماتحت رہا وہ عیسائیوں کے قبضہ میں نہیں تھا۔ یہودیوں کے قبضہ میں نہیں تھا مسجد میں سور کی قربانی کی جاتی تھی۔ اور پھر بھی یہودیت کو سچا سمجھا جاتا تھا لیکن یہودیوں کے آنے پر نو سال کے اندر اندر اسلام منسوخ ہو گیا کیسی پاگل پن والی اور دشمنی کی بات ہے اگر واقعہ میں کسی غیر قوم کے اندر آ جانے سے کوئی پیشگوئی باطل ہو جاتی ہے اور عارضی قبضہ بھی مستقل قبضہ کہلاتا ہے تو تم نے سو سال پیچھے ایک دفعہ قبضہ دیکھا ہے تین سو سال دوسری دفعہ کافروں کا قبضہ دیکھا ہے اس وقت یہودیت کو تم منسوخ نہیں کہتے اس وقت کی عیسائیت کو تم منسوخ نہیں کہتے لیکن اسلام کے ساتھ تمہاری عداوت اتنی ہے کہ اسلام میں نو سال کے بعد ہی تم اس قبضہ کو منسوخی کی علامت قرار دیتے ہو جب اتنا قبضہ ہو جائے جتنا یہودیت اور عیسائیت کے زمانہ میں رہا تب تو کسی کا حق بھی ہو سکتا ہے کہ کہے لو جی اسلام کے ہاتھ سے یہ ملک نکل گیا لیکن جب تک اتنا قبضہ چھوڑ اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ہوا تو اس پر اعتراض کرنا محض عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔

پھر عجیب بات یہ ہے کہ اعتراض کرنے والے بہائی ہیں جن کا اپنا وہی حال ہے جیسے ہمارے ہاں مثل مشہور ہے کہ نہ آ گا نہ پیچھا وہ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ مکہ مسلمانوں کے پاس ہے مدینہ مسلمانوں کے پاس ہے اور یہ دو اہم اسلامی مراکز ہیں۔ ہم ان سے کہتے ہیں ’’چھاج بولے تو بولے چھلنی کیا بولے جس میں نو سو سوراخ‘‘۔ تمہارا کیا حق ہے کہ تم اسلام پر اعتراض کرو تمہارے پاس تو ایک چپہ زمین بھی نہیں جس کو تم اپنا مرکز قرار دے سکو۔ اسلام کا مکہ بھی موجود ہے اور اسلام کا مدینہ بھی موجود ہے۔ وہ تو ایک زائد انعام تھا۔ وہ ملک اگر عارضی طور پر چلا گیا تو کیا اعتراض ہے؟

بہائیت ۱۸۴۴ سے شروع ہے اور اب ۱۹۵۸ء ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ ان کے مذہب کو قائم ہوئے ایک سو چودہ سال ہو گئے اور ایک سو چودہ سال میں ایک گاؤں بھی تو انہوں نے مقدس نہیں بنایا۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں حکومت حاصل نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس بھی تو حکومت نہیں ہم نے تو چند سال میں ربوہ بنا لیا پہلے قادیان بنا ہوا تھا۔ اب ربوہ بنا ہوا ہے یہاں ہم آتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اکٹھے رہتے ہیں پھر فلسطین میں بھی کرمل پہاڑ کی چوٹی پر ایک پورا گاؤں احمدیوں کا ہے جس کا نام کبابیرؔ ہے بہائی بھی تو بتائیں کہ دنیا میں ان کا کوئی مکان ہے یا دنیا میں کسی جگہ پر وہ اکٹھے ہوتے ہیں؟ لیکن اسلام پر صرف نو سال کے قبضے کی وجہ سے ان کے بغض نکلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام ختم ہو گیا اور اپنی حالت یہ ہے کہ عکہ کو مرکز قرار دیا ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ حدیثوں میں بھی پیشگوئیاں تھیں کہ عکہ ان کے پاس ہو گا اور تورات میں بھی پیشگوئیاں تھیں مگر اب عکہ میں بہائیوں کا نام و نشان بھی نہیں ہے اور ان کے لیڈر شوقی افندی جو عکہ کی بجائے سال کا اکثر حصہ سوئٹزرلینڈ میں گزارا کئے وہ بھی وفات پا چکے ہیں اور ان کے بعد ابھی تک بہائیوں کا کوئی قائم مقام لیڈر بھی تجویز نہیں ہوا۔ پھر اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں اور کئی جاہل ان کے اعتراضوں سے مرغوب ہو جاتے ہیں۔

غرض بابلیوں کے آنے اور رومیوں کے عارضی طور پر وہاں آ جانے کو جس کا عرصہ ایک دفعہ ایک سو سال اور دوسری دفعہ قریباً تین سو سال کا تھا۔ اگر موسیٰؑ اور داؤدؑ کے پیغام کے منسوخ ہونے کی علامت نہیں قرار دیا گیا تو اس وقت یہود کا عارضی طور پر قبضہ جس میں صرف چند سال گذرے ہیں اسلام کے منسوخ ہونے کی علامت کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے بلکہ یہ تو اس کے صادق ہونے کی علامت ہے۔ جب اس نے خود یہ پیشگوئی کی ہوئی تھی کہ ایک دفعہ مسلمانوں کو نکالا جائے گا اور یہودی واپس آئیں گے تو یہودیوں کا واپس آنا اسلام کے منسوخ ہونے کی علامت نہیں اسلام کے سچا ہونے کی علامت ہے۔ کیونکہ جو کچھ قرآن نے کہا تھا وہ پورا ہو گیا۔

باقی رہا یہ کہ پھر عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ کے ہاتھ میں کس طرح رہا؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ عارضی طور پر قبضہ پہلے بھی دو دفعہ نکل چکا ہے۔ اور عارضی طور پر اب بھی نکلا ہے اور جب ہم کہتے ہیں ’’عارضی طور پر‘‘ تو لازماً اس کے معنے یہ ہیں کہ پھر مسلمان فلسطین میں جائیں گے اور بادشاہ ہوں گے اور لازماً اس کے یہ معنے ہیں کہ پھر یہودی وہاں سے نکالے جائیں گے اور لازماً اس کے یہ معنے ہیں کہ یہ سارا نظام جس کو یو۔این۔او کی مدد سے اور امریکہ کی مدد سے قائم کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے گا کہ وہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اور پھر اس جگہ پر لاکر مسلمانوں کو بسائیں۔

دیکھو حدیثوں میں بھی یہ پیشگوئی آتی ہے۔ حدیثوں میں یہ ذکر ہے کہ فلسطین کے علاقہ میں اسلامی لشکر آئے گا اور یہودی اس سے بھاگ کر پتھروں کے پیچھے چھپ جائیں گے اور جب کوئی مسلمان سپاہی کسی پتھر کے پاس سے گذرے گا تو وہ پتھر کہے گا کہ اے مسلمان خدا کے سپاہی میرے پیچھے ایک یہودی کافر چھپا ہوا ہے اس کو مار۔ (بخاری کتاب الجہاد و السیر باب قتال الیہود)۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی تھی اس وقت کسی یہودی کا فلسطین میں نام ونشان بھی نہیں تھا۔ پس اس حدیث سے صاف پتہ لگتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئی فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں یہودی اس ملک پر قابض ہوں گے مگر پھر خدا مسلمانوں کو غلبہ دے گا اور اسلامی لشکر اس ملک میں داخل ہوں گے اور یہودیوں کو چن چن کے چٹانوں کے پیچھے ماریں گے۔ پس عارضی میں اس لئے کہتا ہوں کہ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ کا حکم موجود ہے مستقل طور پر تو فلسطین عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ کے ہاتھ میں رہنی ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ لازماً اس ملک میں جائیں گے۔ نہ امریکہ کے ایٹم بم کچھ کرسکتے ہیں نہ ایچ بم کچھ کرسکتے ہیں۔ نہ روس کی مدد کچھ کرسکتی ہے۔ یہ خدا کی تقدیر ہے یہ تو ہو کر رہنی ہے چاہے دنیا کتنا زور لگالے۔

اس جگہ پر ایک اعتراض کیا جاسکتا ہے اور وہ اعتراض یہ ہے کہ یہاں وَعْدُ الْاٰخِرَةِ فرمایا ہے اور تم کہتے ہو کہ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ سے مراد آخری زمانہ ہے۔ مگر سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیات میں بھی تو ایک وَعْدُ الْاٰخِرَةِ کا ذکر ہے جس میں رومیوں کے حملہ کا ذکر ہے تو کیوں نہ یہ سمجھا جائے کہ یہ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا (بنی اسرائیل:۱۰۵) رومیوں کے حملہ کے متعلق ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وہ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ نہیں ہوسکتا اس لئے کہ اس صورت میں وَعْدُ الْاٰخِرَةِ کو عذاب کا قائم مقام قرار دیا ہے اور اس صورت میں وَعْدُ الْاٰخِرَةِ کو انعام کا قائم مقام قرار دیا ہے۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ عذاب کی پیشگوئی کو انعام سمجھ لیا جائے۔ اس جگہ تو فرمایا ہے کہ جب دوسری دفعہ والا وعدہ پورا ہونے کا وقت آئے گا تو تم کو تباہ کردیا جائے گا اور اس آیت میں ذکر ہے کہ جب وَعْدُ الْاٰخِرَةِ آئے گا تو پھر تم کو لا کے اس ملک میں بسا دیا جائے گا اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ یہ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ اور ہے اور وہ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ اور ہے۔ وہاں وَعْدُ الْاٰخِرَةِ سے مراد ہے موسوی سلسلہ کی پیشگوئی کی آخری کڑی اور یہاں وَعْدُ الْاٰخِرَةِ سے مراد یہ ہے کہ آخری زمانہ یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی پیش گوئی۔ پس یہ الفاظ گو ملتے ہیں لیکن دونوں کی عبارت صاف بتا رہی ہے کہ یہ اور وعدہ ہے اور وہ اور وعدہ ہے۔ وہ وعدہ عذاب کا ہے اور یہ وعدہ انعام کا ہے۔ اور انعام کا قائم مقام عذاب کا وعدہ نہیں ہوسکتا۔ (تفسیر کبیر جلد 8 ص 105 تا 114۔ نیا ایڈیشن یوکے)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ